اسبابِ کفر و جحود

(جو قرآن مجید میں بیان ہوئے)

پہلا سبب۔ تقلیدِ آباؤ اکابر وغیرہ

(۲)

ازجناب میر ولی اللہ صاحب ایڈوکیٹ ایبٹ آباد

اب قرآن مجید کی اُن آیات پر غور کیجئے جن میں تقلیدِ پیشینیاں کی مضرت بڑی وضاحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ	اور جب کہا جاتا ہے انھیں کہ پیروی کرو اُس
اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ	چیز کی جسے اتارا اللہ نے۔ تو کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ ہم
مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا۔ اَوَلَوْ كَانَ	پیروی کریں گے اس چیز کی۔ جس پر ہم نے اپنے آباد
اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا	اجداد کو پایا۔ کیا یہ لوگ (یونہی کریں گے) اگرچہ ان کے
وَّلَا يَهْتَدُوْنَ۔	باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ راہ یافتہ ہوں۔

یہاں تمام بنی آدم سے خطاب ہو رہا ہے اور یہ آیت کسی خاص جماعت سے متعلق نہیں بلکہ عام طور سے نوعِ انسانی کا یہ خاصہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کبھی انھیں سمجھایا جاتا ہے کہ خدا کے احکام کی تعمیل کرو۔ خدا کے رسول کی متابعت کرو اور خدا کی کتاب کی پیروی کرو۔ تو وہ جواب میں یہی کہتے ہیں کہ نہیں ہم ایسا نہیں کریں گے۔ بلکہ ہم تو اسی راہ پر چلیں گے جس راہ پر ہمارے باپ دادا چلتے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ کیا یہ لوگ یہ نہیں سوچیں گے کہ ان کے آبا و اجداد صحیح رستے پر تھے یا نہ۔ وہ لوگ

کچھ سمجھتے بھی تھے یا نہ۔ بلکہ کیا یہ لوگ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان کے بزرگ گمراہ تھے انہی کے نقشِ قدم پر چلتے جائیں گے۔

حقیقتِ حال بھی یہی ہے کہ نوعِ انسانی کی ایک بہت بھاری اکثریت ہمیشہ سے یونہی کرتی چلی آئی ہے کہ بغیر سوچے سمجھے، بغیر تدبّر و تفکر کے، بغیر اپنی عقل سے کام لئے آنکھیں بند کر کے اپنے آباؤ اجداد کے نقشِ قدم پر چلتی گئی۔ خداوندکریم نے آدمی کو علم دیا اور عقل دی تاکہ وہ اپنے عقائد و اعمال کے بارے میں قدم قدم پر سوچے سمجھے اور نیک و بد میں تمیز کر کے نیکی کی راہ اختیار کرے۔ قرآن مجید میں بیشمار مقامات پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ صحیفۂ کائنات کی آیاتِ بینات سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو تفکر و تفقہ اور تعلم و تعقل سے کام لیتے ہیں۔ جا بجا یہ اور اسی قسم کے اور الفاظ قرآن میں دہرائے گئے ہیں لقوم یتفکرون۔ لقوم یعقلون۔ لقوم یذّکرون۔ اور لقوم یعلمون وغیرہ وغیرہ۔ لیکن انسان ہے کہ صرف کورانہ تقلید کو ہی اپنے لئے "مشعلِ راہ" سمجھتا ہے اور "نورِ عرفان" کے باقی تمام سرچشموں کو اپنے اوپر بند رکھنے پر اصرار کرتا ہے۔ دنیا کے تمام یہودی محض اس لئے یہودی مذہب کے پیرو ہیں کہ اُن کے باپ دادا یہودی تھے۔ تمام عیسائی صرف اسی لئے مسیحی مشرب کے قائل ہیں کہ ان کے آباؤ اجداد عیسائی تھے۔ ہندو بس اسی لئے ہندو ہیں کہ ان کے بزرگ ہندو تھے۔ مسلمان بھی صرف اسی وجہ سے مسلمان ہیں کہ وہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے۔ اِلّا ماشاءاللہ۔ باپ دادا خواہ صحیح رستے پر تھے خواہ غلط رستے پر۔

کسی صورت میں اور کسی حالت میں آدمی تفکر و تعقل کے فرائض سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ اور کورانہ تقلید بہرحال اس کے لئے ناجائز ہے۔ قرآن مجید نے ہر مقام اور ہر موقعہ پر غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے عقائد کا بیان ہو یا اعمال کا۔ قرآن کہیں یہ نہیں کہتا کہ سوچے سمجھے بغیر یہ بات مان لو۔ اگر کسی مذہب کا کوئی آدمی یہ دعوی کرے کہ میرے آباؤ اجداد صحیح رستے پر تھے اس لئے میں ان کے نقشِ قدم پر چل کر منزلِ مقصود پر پہنچ جاؤں گا۔ میرے لئے سوچنے اور سمجھنے کی کوشش غیر ضروری ہے تو اس کے مقابلے میں تمام دوسرے مذاہب کے لوگ بھی یہی کچھ کہہ سکتے ہیں۔ ہر حال میں آخری فیصلہ علم کرے گا اور عقل کرے گی کہ کون سیدھے رستے پر ہے اور کون گمراہ۔ اندریں صورتِ حالات آنکھیں بند کر کے بزرگوں کی تقلید کرنا

نہ مسلمانوں کے لئے روا ہے نہ عیسائیوں کے لئے، نہ ہندوؤں کے لئے جائز ہے اور نہ یہودیوں کے لئے۔ غرضیکہ کوئی مذہب ہو یا کوئی مسلک، محض بزرگوں کی تقلید کو شمعِ راہ نہیں بنایا جاسکتا بلکہ نورِ ہدایت کا اصلی چشمہ خود انسان کے اندر موجود ہے یعنی اس کا علم اور اس کی عقل۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى	اور جب کہا جاتا ہے انھیں کہ آؤ اس چیز کی طرف
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ	جو اتاری ہے اللہ نے اور آؤ رسول کی طرف۔ تو
قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا	وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے وہی کچھ کافی ہے جس پر
عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا۔ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ	ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا یہ لوگ اسی بات پر
لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا	اڑے رہیں گے گو ان کے باپ دادا نہ کچھ جانتے
يَهْتَدُوْنَ۔	ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔

سورۂ مائدہ کے اس مقام پر کفر کی بعض رسموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مشرک لوگ مواشی میں کوئی بچہ بت کی نیاز رکھتے اور نشان کی خاطر اس کا کان پھاڑ دیتے اور اس کو بحیرہ کہتے۔ اسی طرح کوئی جانور بت کے نام پر آزاد کر دیتے اور اس کو اس کے اختیار پر چھوڑ دیتے وہ سائبہ کہلاتا۔ اسی طرح کی اور کئی غلط رسمیں ڈال کر ان کو حکم شرعی سمجھتے تھے۔ قرآن کہتا ہے کہ ایسا کوئی حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا بلکہ یہ ان کا فرول کا افترا ہے۔ پھر فرمایا کہ جب ان لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ ان مشرکانہ رسموں کو چھوڑ دو اور اس ہدایت کی پیروی کرو جو خدا کا رسول تمہارے لئے لایا ہے تو یہ لوگ جواب میں کہتے ہیں کہ ہمیں کسی تعلیم کی ضرورت نہیں۔ ہمارے لئے وہی طریق عمل کافی ہے جس پر ہمارے باپ دادا چلتے آئے ہیں۔

اس آیت میں پھر اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ آباؤ اجداد کی تقلید کافی نہیں بلکہ یہ سوچنا ضروری ہے کہ ہمارے آبا جس راہ پر چلتے رہے ہیں وہ راہ سیدھی تھی یا نہیں۔ محض تقلید کو اپنے لئے کافی سمجھ لینا گویا اپنے قوائے عقلی و فکری کو معطل کر دینا ہے جو جائز نہیں۔ افسوس سے ماننا پڑتا ہے کہ آج مسلمانوں میں بھی کئی اسی طرح کی مشرکانہ رسمیں جاری ہیں اور مسلمان بھی باپ دادا کی تقلید میں ہی ان رسموں کو ادا کرتے ہیں اور کبھی یہ سوچنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ یہ رسمیں شرعاً درست ہیں یا نہیں۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا	اور جس وقت وہ بیحیائی کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ
وَجَدْنَا عَلَیْھَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ	ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اس پر پایا اور اللہ نے
اَمَرَنَا بِھَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا	ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ کہہ کہ اللہ بیحیائی
یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی	کا حکم نہیں کرتا۔ کیا تم اللہ پر ایسی باتیں کہتے ہو
اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔	جنھیں تم نہیں جانتے۔

اس آیت سے پہلے تمام بنی آدم سے خطاب ہے کہ شیطان سے بچو تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کردے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو بہکا کر جنت سے نکلوا دیا تھا۔ ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ تم شیطان کو دیکھ نہیں سکتے اور اس لئے معلوم نہیں کر سکتے کہ وہ کس کس راہ سے تمہیں بدراہ کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جب تم سن چکے کہ پہلے باپ نے شیطان کا فریب کھایا پھر باپ کی کیوں سنو لاتے ہو۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ آبا و اجداد کی کورانہ تقلید بھی ایک شیطانی فریب ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جیسا کہ اس آیت میں بیان ہوا۔ تقلید کرنے والے لوگ عموماً یہی کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں وہ خدا کے حکم کے مطابق ہے حالانکہ انھوں نے اپنی عقل سے کام لیکر کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ یہ کام عقلاً خدا کے حکم کے مطابق ہو بھی سکتا ہے یا نہیں۔

قَالُوْا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ	کہا انھوں نے کیا آیا ہے تو ہمارے پاس اس لئے
وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ	کہ ہم صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور چھوڑ دیں
یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا	اُسے جس کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا
تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ	پس لے آ تو ہمارے پاس وہ (عذاب) جس کا
الصّٰدِقِیْنَ ۝	تو وعدہ کرتا ہے۔ اگر تو سچا ہے۔

یہ ذکر قوم عاد کا ہے جب انھیں حضرت ہود علیہ السلام نے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو، کیونکہ سوائے اس کے اور کوئی معبود نہیں تو انھوں نے جواب میں یہی کہا کہ کیا تو ہمارے پاس اسی لئے آیا ہے کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں۔

ان لوگوں نے اپنی عقل سے کام نہ لیا۔ اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھایا۔ کائنات کی بے شمار بیرونی نشانیوں سے اور اپنے نفس کی لاتعداد اندرونی آیات سے آنکھیں بند کرلیں اور نبی کی تعلیم سے جو خود اُن کی فطرت اور ضمیر کی آواز کے مطابق تھی محض اس لئے انکار کردیا کہ وہ تعلیم اُن کو اس رستے سے ہٹانے والی تھی جس رستے پر اُن کے باپ دادا چلتے آئے تھے۔ کورانہ تقلید نے انھیں اس قدر اندھا کردیا تھا اور ان کے قوائے عقلی و فکری کو اس درجہ بے کار کردیا تھا کہ انھوں نے بڑی بے باکی سے نبی کو یہاں تک کہہ دیا کہ اگر تو سچا ہے اور ہم جھوٹے تو ہم پر خدا کا عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا	انھوں نے کہا کیا آیا ہے تو ہمارے پاس تاکہ پھیر دے
عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ	تو ہم کو اس چیز سے جس پر پایا ہم نے اپنے باپ
فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا	دادوں کو۔ اور ہووے تم دونوں کے لئے دنیا میں
بِمُؤْمِنِيْنَ ۔	بڑائی اور ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں۔

یہ فرعون اور اس کی قوم کا قصہ ہے جب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام ان کے پاس آئے اور انھیں خدائے واحد پر ایمان لانے کے لئے کہا۔ تو انھوں نے بھی یہی کہا کہ کیا تم ہمیں اپنے آباؤ اجداد کے راستے سے ہٹانے کے لئے آئے ہو۔ ہم ہرگز ایسا کرنے پر تیار نہیں۔

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا	انھوں نے کہا اے صالح اس سے پہلے ہمیں تجھ پر بڑی
مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ	امید تھی، کیا تو ہمیں منع کرتا ہے اس چیز کی عبادت
اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا	کرنے سے جس کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے
وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ	چلے آئے ہیں۔ اور جس چیز کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے
اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝	ہمیں اس میں شک ہے قلق ڈالنے والا۔

یہ قوم ثمود کا ذکر ہے جب حضرت صالح علیہ السلام نے انھیں کہا کہ اے میری قوم ایک خدا کی پرستش کرو۔ سوائے اس کے اور کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تمہیں پیدا کیا اور وہی تمہاری آبادی اور معموری کا باعث ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ تجھ پر ہم کو امید تھی یعنی ہونہار لگتا تھا کہ باپ دادے کی راہ

روشن کرے گا۔ تُو لگا اس کو مٹانے۔

حضرت صالحؑ نے اپنی قوم کو توحید کی طرف بلایا۔ دلیل کتنی سادہ اور عام فہم تھی کہ جس خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے، صرف وہی تمہاری پرستش کا حق دار ہے۔ اتنی بات خود ثمود کے لوگ بھی سمجھتے تھے۔ کیونکہ کوئی ایسی مشرک قوم دنیا میں نہیں گزری اور نہ اب ہے۔ جو خدائے واحد کو نہ پہچانتی ہو۔ ثمود کے پاس دلیل کا جواب تو تھا ہی نہیں۔ کہا کہ ہم اپنے بزرگوں کی راہ کو کیوں چھوڑیں۔ تو اچھا باپ دادے کا نام روشن کرنے آیا ہے۔

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ	انھوں نے کہا اے شعیب کیا تیری نماز یہ حکم کرتی
تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ	ہے کہ چھوڑ دیں ہم اس چیز کو جسے ہمارے باپ دادا
اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ	پوجتے تھے یا ہم اپنے اموال میں اپنی مرضی کے
اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۔ اِنَّكَ لَاَنْتَ	مطابق تصرف کرنا چھوڑ دیں۔ تُو تو بڑا حلم والا
الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ۔	اور بھلائی والا ہے۔

مدین والوں کو جب حضرت شعیب علیہ السلام نے سمجھایا کہ خدائے واحد کے بغیر اور کوئی پرستش کے قابل نہیں۔ اور ماپ تول میں انھیں دیانت داری کرنے کی نصیحت کی تو انھوں نے بھی یہی جواب دیا کہ ہم اپنے باپ دادا کے رستے پر ہی چلیں گے۔ کوئی نئی راہ اختیار کرنے پر ہم تیار نہیں اور طنزاً حضرت شعیب علیہ السلام کو کہا کہ تم بڑے بردبار اور نیکوکار ہمیں سمجھانے آئے ہو۔

قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا	انھوں نے کہا کہ تم بھی ہماری طرح کے آدمی ہو۔
تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا	تمہارا ارادہ ہے کہ ہمیں اس چیز سے روک دو جس
كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا	کی ہمارے آباؤ اجداد پرستش کرتے تھے۔ پس لے آؤ
بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ۔	ہمارے پاس کوئی ظاہر دلیل۔

یہ عاد و ثمود کے بعد کی مختلف قوموں اور ان کے پیغمبروں کا قصہ ہے۔ جب ان کے پاس ان کے رسول آئے تو انھوں نے بھی جواب میں تقلید آبا کو ہی اپنا مسلک بتایا اور اس مسلک کے خلاف ہر

بات کو ماننے سے انکار کر دیا۔

جن قوموں اور جن پیغمبروں کا قرآن مجید میں اس سلسلے میں خاص طور سے ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ اور سب قومیں بھی جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ پیغمبروں کو یہی جواب دیتی رہی ہیں۔ اس سے تقلید اور اس کی تباہ کن مضرتوں کی ہمہ گیری ثابت ہوتی ہے۔

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ	جب اس نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو کہا کہ یہ
التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ	مورتیاں کیا چیزیں ہیں کہ تم ان کا اعتکاف کرتے ہو
قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ	تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں
قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ	کو ان کی پرستش کرتے پایا۔ اس نے کہا کہ یقیناً تم
فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝	اور تمہارے آبا و اجداد ظاہر گمراہی میں تھے۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ ان کے والد اور ان کی قوم کے لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو ہدایت بخشی اور منصب رسالت سے سرفراز فرمایا تو انھوں نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو سمجھایا کہ تمہارا پروردگار تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار رہے اور جو اُن کا پیدا کرنے والا ہے۔ یہ پتھر کی مورتیاں کیا چیز ہیں کہ تم ان کی پوجا کرتے ہو۔ بات تو آسان تھی اور یہ لوگ اس بات کو سمجھتے بھی تھے۔ لیکن انھوں نے اپنے علم و عقل کی قوتوں کو معطل کرتے ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دلائل پر غور کرنے سے بدیں وجہ انکار کر دیا کہ جب ہمارے بزرگ اور پیشرو مورتی پوجا کرتے چلے آئے ہیں۔ تو ہم بت پرستی کیوں چھوڑیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے انھیں بتایا کہ تمہارے آبا و اجداد غلط راہ پر تھے اور تم بھی ان کی تقلید میں غلط راہ پر ہو۔ اور پھر اپنے اس دعویٰ پر دلیلیں بھی پیش کیں اور دلیلیں بھی ایسی جن کی تائید خود انسانی فطرت بھی کرتی ہے لیکن تقلید کے جذبے نے ان لوگوں کو ایسا اندھا کر دیا ہوا تھا کہ ان کی کھلی ہوئی آنکھیں بھی کچھ دیکھ نہ سکیں۔

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ	پس اس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ
قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	یہ تو تمہاری مانند ایک آدمی ہے۔ چاہتا ہے کہ

يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۚ وَلَوْ — تم پر بڑائی حاصل کرے۔ اور اگر چاہتا اللہ تو

شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا — اتارتا فرشتے۔ ہم نے یہ بات اپنے پہلے باپ

بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۔ — دادوں میں نہیں سنی۔

یہ حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے جب انھوں نے اپنی قوم کو کہا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اُس کے سوا اور کوئی تمہارا معبود نہیں (تم سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی کیوں بت پرستی کرتے ہو) کیا تم ڈرتے نہیں۔ تو ان کی قوم نے بھی یہی کہا کہ جو بات تم کہتے ہو۔ وہ ہم نے اپنے بزرگوں میں نہیں سنی۔ ہم تو اپنے آباؤ اجداد کے رستے کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا — انھوں نے کہا (ایسا نہیں) بلکہ ہم تو اپنے آباؤ

كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۔ — اجداد کو یہی کچھ کرتے دیکھتے آئے ہیں۔

یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ جب انھوں نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو کہا کہ تم کس چیز کی پوجا کرتے ہو تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم مورتیوں کی پوجا کرتے ہیں اور انہی کا اعتکاف کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا کہ جب تم ان مورتیوں کو پکارتے ہو تو کیا وہ سنتی ہیں۔ یا کیا یہ مورتیاں تمہیں کچھ نفع دیتی ہیں، یا ضرر پہنچا سکتی ہیں تو ان لوگوں نے جواب میں بس یہی کچھ کہا کہ ہمارے باپ دادا ان کی پوجا کرتے تھے اس لئے ہم بھی کرتے ہیں۔

دیکھیے اِن لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کی دلیلوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ حق بات یہ ہے کہ انھوں نے اِن دلیلوں کو سنا ہی نہیں۔ ان کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔ کیونکہ انھوں نے اپنے علم اور عقل سے کام لینا ہی چھوڑ رکھا تھا۔ اپنے عقاید و وظائف کے حسن و قبح پر کبھی انھوں نے غور ہی نہیں کیا تھا اور جو شمعیں خداوند تعالیٰ نے خود ان کے اندر روشن کر رکھی تھیں۔ ان پر تہ در تہ سیاہ پردے ڈال رکھے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بزرگوں کی کورانہ تقلید کو اپنے لئے کافی سمجھنے لگ جاتے ہیں وہ آہستہ آہستہ اپنے قوائے عقلی و فکری کو بالکل بے کار بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ اگر نوعِ انسانی اِس ذہنی غلامی کے

گراں بار طوق کو اپنی گردن میں نہ ڈال لیتی۔ تو آج دنیا کے علمی اور فنی خزانے موجودہ خزانوں سے سو گنا سے بھی زیادہ ہوتے۔ انسانی علوم میں آج تک جتنی کچھ ترقی بھی ہوئی ہے وہ انھیں تھوڑے سے لوگوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ جنھوں نے اپنی گردنوں سے غلامی کے اس طوق کو اتار پھینکنے کی جرأت کی اور اہلِ زمانہ کی طعن و تشنیع سے بددل نہ ہوئے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ۔

پس جب آیا ان کے پاس موسیٰ ہماری ظاہر نشانیوں کے ساتھ۔ تو انھوں نے کہا یہ تو جادو ہے جو اس نے بانندھ لیا ہے اور یہ بات ہم نے اپنے پہلے آباو اجداد میں نہیں سنی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعونیوں کے پاس دینِ فطرت کی سیدھی سادی تعلیم لے کر آئے۔ معجزات سے بھی اُن لوگوں کو صحیح راستے پر لانے کی کوشش کی۔ لیکن اس نامراد قوم نے ان کی تعلیم و تبلیغ اور معجزات کو صرف اس لئے جادو کہہ کر مسترد کر دیا کہ ان کی تعلیم ان لوگوں کے آباؤ اجداد کی روش کے خلاف تھی۔ اگر کسی جھوٹی بودی دلیل سے ہی حضرت موسیٰؑ کی دلیلوں کا جواب دیتے تو پھر کچھ بات تھی لیکن یہ لوگ تدبر و تفکر کا تو نام ہی نہیں لیتے تھے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا۔ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ۔

اور جب کہا جاتا ہے انھیں کہ پیروی کرو اس چیز کی جو اتاری ہے اللہ نے تو کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ ہم اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا (یہ لوگ اسی بات پر اصرار کرتے رہیں گے) اگرچہ شیطان انھیں عذاب دوزخ کی طرف بلا رہا ہو۔

یہ آیت کسی خاص قوم کے متعلق نہیں بلکہ عام نوعِ انسانی کا ذکر ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تقلیدِ آبا کا مرض کسی ایک قوم میں نہیں۔ بلکہ عام بنی آدم میں پایا جاتا ہے اس آیت سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ تقلید شیطان کا آلۂ کار ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کو بہکاتا ہے اس آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ یہ

لوگ کیوں نہیں سوچتے کہ ان کی یہ روش تلبیسِ ابلیس تو نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کورانہ تقلید کے شیدا سوچنے اور سمجھنے کی تکلیف برداشت ہی نہیں کرنا چاہتے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ پہلے لوگ کافی سوچ چکے ہیں اس لئے اب عقل سے کام لینا ضروری نہیں رہا۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ	جس دن پھیرے جائیں گے ان کے منہ آگ میں
يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللّٰهَ وَأَطَعْنَا	تو کہیں گے اے کاش کہ ہم نے اللہ کی اور رسول
الرَّسُولَا ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا	کی فرمانبرداری کی ہوتی اور کہیں گے اے ہمارے
سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا	رب ہم نے فرمانبرداری کی اپنے سرداروں کی اور
السَّبِيلَا ۝	اپنے بڑوں کی پس انھوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔

یہ دوزخیوں کا ذکر ہے جب انھیں دوزخ میں ڈالا جائے گا تو کہیں گے اے کاش کہ ہم خدا کا اور اس کے رسول کا حکم مانتے۔ پھر یہ لوگ معذرت کے طور پر خدا سے کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی پیروی کی اور ان کے حکموں پر چلے پس ہماری گمراہی کا باعث وہ ہیں۔ لیکن ان لوگوں کا یہ عذر اس لئے مقبول نہ ہوگا کہ خدا نے انھیں علم اور عقل کی دولت بخشی تھی پس ان کا فرض تھا کہ وہ اس سے فائدہ اٹھاتے خدا کی اس داد کو انھوں نے پسِ پشت ڈال دیا اور آسانی کی طرف مائل ہو گئے کہ ہم کیوں سوچیں، ہمارے سردار اور ہمارے بڑے ہمارے لئے سوچ چکے۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کفار کی یہ بیماری اس وقت کافروں اور مشرکوں میں اتنی شدید نہیں جتنی مسلمانوں میں ہے۔ اگر انھیں کہہ دیا جائے کہ فلاں صاحب نے یہ کہا ہے یا فلاں کتاب میں یہ لکھا ہے تو بس وہ سوچے سمجھے بغیر اس کو اپنے لئے سند بنا لیتے ہیں اور اسی کو اپنے لئے کافی سمجھتے ہیں عبرت کا مقام ہے

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا	اور جب اُن پر ہماری ظاہر نشانیاں پڑھی جاتی
بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هٰذَا إِلَّا رَجُلٌ	ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو ایک آدمی ہی ہے جو
يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ	چاہتا ہے کہ ہمیں اُس چیز سے روک دے جس کی
يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هٰذَا	ہمارے آبا پرستش کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ یہ تو

إِلَّا إِفْكٌ مُّفْتَرًى ۔	ایک جھوٹ ہے جو اس نے باندھ لیا ہے۔

یہ آیت بھی کسی خاص قوم سے متعلق نہیں۔ عام قوموں کا ذکر ہے جو اپنے اپنے رسولوں کی تعلیم کو اس لئے رد کرتی رہیں کہ وہ تعلیم ان کے باپ دادا کی روش کے خلاف تھی۔

يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ	کہیں گے ناتوان تکبر کرنے والوں کو کہ اگر تم
اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ	نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے۔ تکبر کرنے والے
قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ	ناتوانوں کو کہیں گے۔ کیا ہم نے تمہیں ہدایت
اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ	سے روکا۔ حالیکہ ہدایت تمہارے پاس آچکی تھی
الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُم بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ	نہیں بلکہ تم ہی مجرم تھے۔

دیکھئے متکبرین کا جواب کیا ہے وہ اپنے پیروؤں کو کہتے ہیں کہ تمہارے اندر بھی ہدایت کی شمعیں روشن تھیں۔ رسول بھی تمہاری رہنمائی کے لئے آئے۔ پھر تم نے ان کو چھوڑ کر ہماری فرمانبرداری کیوں کی، یہ تمہارا اپنا قصور ہے، یہ قیامت کے دن کا ذکر ہے جب مخلوق اپنے خالق کے سامنے پیش ہوگی۔

إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ	انھوں نے پایا تھا اپنے باپ دادا کو غلط رستے
فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ	پر۔ پھر یہ ان کے نقشِ قدم پر دوڑے جاتے
وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ	ہیں۔ البتہ گمراہ ہوگئے ان سے پہلے بہت
الْأَوَّلِينَ ۝	سے پہلے لوگ۔

یہ دوزخیوں کے ذکر میں ہے کہ یہ لوگ اپنے آباء و اجداد کی تقلید میں گمراہ ہوگئے۔ یہاں سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ تقلید کرنے والے اپنے پیش روؤں کے نقشِ قدم پر دوڑتے چلے جاتے ہیں۔ یعنی سوچ سمجھ کر قدم نہیں اٹھاتے۔ تقلید کی ایک بڑی مضرت یہی ہے کہ تقلید کرنے والا اپنے سامنے ایک بنا بنایا رستہ دیکھتا ہے اور اس پر اندھا دھند دوڑ پڑتا ہے۔ خود سوچنے کی تکلیف نہیں کرتا اور اس طرح اپنے قوائے عقلی کو قطعاً معطل کر دیتا ہے۔ دوسری بات جو ان آیات میں بیان ہوئی یہ ہے کہ ہر زمانے میں اکثر لوگ اسی تقلید کی وجہ سے گمراہ ہوئے۔

مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ ۔ نہیں سنی ہم نے یہ بات پچھلے دین میں۔ یہ بات
اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۔ اس نے اپنے دل سے گھڑ لی ہے۔

یہ مقام بھی کسی خاص قوم سے متعلق نہیں۔ عام لوگوں کا ذکر ہے کہ جب انھیں کہا جاتا ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک خدا ہے تو وہ اس کے جواب میں یہی کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا بت پرستی کرتے چلے آئے ہیں ہم بھی ایسا ہی کرتے چلے جائیں گے۔

بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا ۔ بلکہ انھوں نے کہا کہ ہم نے اپنے آبا کو ایک
عَلٰٓی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ ۔ راہ پر پایا اور ہم انہی کے نشانِ قدم پر راہ پانے
مُّھْتَدُوْنَ ۔ وَکَذٰلِکَ مَآ اَرْسَلْنَا ۔ والے ہیں سواسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے
مِنْ قَبْلِکَ فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ ۔ کسی بستی میں کوئی ایسا ڈرانے والا نہیں بھیجا جسے
اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْھَآ اِنَّا وَجَدْنَآ ۔ قوم کے بڑوں نے یہی جواب نہ دیا ہو کہ ہم نے
اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ ۔ اپنے آبا کو ایک راہ پر پایا اور ہم انہی کے نقشِ قدم
مُّقْتَدُوْنَ ۔ کی پیروی کریں گے۔

اس مقام پر پہلے توحید کے چند در چند دلائل بیان ہوئے۔ پھر ان لوگوں سے پوچھا گیا کہ تمہارے پاس بھی شرک کے حق میں کوئی دلیل ہے تو بتاؤ۔ لیکن ان لوگوں نے جواب میں صرف یہی کہا کہ ہمارے باپ دادا کا رستہ یہی تھا۔ ہم بھی اسی پر چلیں گے۔

یہاں صاف طور سے بتایا گیا ہے کہ جتنے پیغمبر مصلح ۔ مجدد اور ناصح دنیا میں آئے۔ ان سب کی قوموں نے انھیں یہی کہا کہ ہم آپ کے بتائے ہوئے رستے پر نہیں چلیں گے۔ بلکہ اپنے باپ دادا کے رستے پر گامزن ہوں گے۔

اس سے تقلید کی ہمہ گیری معلوم ہوتی ہے۔ آج بھی یہی حال ہے۔ مذاہب کے معاملے میں تو الا ماشاءاللہ تمام دنیا اسی مرض میں مبتلا ہے۔ باقی دنیاوی علوم و فنون اور صنعت و حرفت اور کاروبار کی ترقی میں بھی اسی ذہنی غلامی نے رکاوٹیں کھڑی کر رکھی ہیں۔

آبا و اکابر کی تقلید کے علاوہ اپنے معاصر رشتہ داروں اور دوستوں کی تقلید بھی کفر و انکار کا باعث ہوتی ہے۔ جیسا کہ آیت ذیل سے معلوم ہوتا ہے۔

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُوْنِ	اور (حضرت ابراہیم نے) کہا کہ بات یہ ہے کہ تم نے
اللّٰہِ اَوْثَانًا۔ مَوَدَّۃَ بَیْنِکُمْ	خدا کے علاوہ بتوں کو پکڑ لیا ہے۔ حیاتِ دنیا میں
فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ ثُمَّ یَوْمَ	ایک دوسرے کی دوستی کی وجہ سے۔ پھر قیامت
الْقِیٰمَۃِ یَکْفُرُ بَعْضُکُمْ بِبَعْضٍ	کے دن بعض تمہارے بعض سے منکر ہو جائیں گے
وَیَلْعَنُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا۔	اور بعض تمہارے بعض پر لعنت کریں گے۔ اور
وَمَاْوٰکُمُ النَّارُ وَمَا لَکُمْ	تمہارے رہنے کی جگہ آگ ہے اور تمہارا کوئی
مِنْ نّٰصِرِیْنَ۔	مددگار نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو سمجھا رہے ہیں کہ تم نے اپنے معاصرین رشتہ داروں اور دوستوں کی محبت میں اور ان کی تقلید میں بت پرستی شروع کر رکھی ہے۔ لیکن قیامت کے دن یہ لوگ تمہارے کام نہ آئیں گے بلکہ وہاں تم ایک دوسرے پر لعنت کروگے کہ ہم ان کی وجہ سے کافر ہوئے، وہاں نہ تمہارے دوست اور رشتہ دار اور نہ تمہارے معبود بُت تمہاری کچھ مدد کر سکیں گے۔

قرآن مجید کے مذکورہ بالا مقامات سے قطعی طور سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر پیغمبر کے زمانے میں یعنی ہر ملک میں اور ہر قوم میں کفار اور مشرکین کی گمراہی اور کفر و جحود کا باعث زیادہ تر یہی تقلیدِ آبا کی بیماری تھی۔ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں اس بیماری کی اتنی ہی شدت باقی ہے جتنی پہلے تھی۔

اہلِ دنیا کے دل و دماغ پر تقلید کا اتنا گہرا اثر ہو چکا ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنے علم و عقل سے کام لے کر کسی معاملے کے متعلق سوچنے کی کوشش کرے اور دنیا کے پامال رستے سے ایک قدم بھی اِدھر اُدھر ہونا چاہے تو لوگ طعن و تشنیع کی بوچھاڑ سے اس کا ناک میں دم کر دیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہر زمانے میں "ھم رجال ونحن رجال" کہنے والے لوگ بھی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ لیکن اُن کی آواز صدا بصحرا سے زیادہ کارگر ثابت نہ ہو سکی۔ ایسے لوگوں پر عموماً اس قسم کے آوازے کسے جاتے ہیں کہ

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی   اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی

لیکن یہ کوئی نہیں سوچتا کہ پہلے زمانہ کے تمام عاشق اہلِ نظر نہ تھے اور آج کل کے تمام حسن پرست بوالہوس نہیں ہیں۔ ہر آدمی کو خدا نے علم دیا ہے اور عقل دی ہے۔ اس لئے ہر آدمی کا حق ہے اور اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے علم و عقل کی بساط تک سوچنے اور سمجھنے کی کوشش کرے۔

نگارستانِ چیں دانم نخواہد شد سرایت لیک
بنوکِ کلکِ رنگ آمیز نقشے می نگار آخر
چو بادا از خرمنِ دوناں ربودن خوشہ تا چند
زہمت توشہ بردار و خود تخمے بکار آخر

تصحیح

گزشتہ جولائی کے برہان میں صفحہ ۴۱ کے دوسرے پیراگراف میں چند غلطیاں رہ گئی ہیں ازراہِ کرم اب اس پیراگراف کو اس طرح پڑھئے۔

"اس صدی میں جن ماہرین نے یہاں کام کیا ان میں سب سے مشہور سڈنی اسمتھ (Sydney Smith) کنگ (L.W. King.) اور ولیس بج (Wallace Budge) ہیں۔ گزشتہ صدی کے ماہرین جنھوں نے اس تحقیق کی بنیاد رکھی وہ راسم (Rassam.) لے یارڈ (Layard) بوتا (Bota.) رالنسن (Rawlinson) اور ہنکس (Hinks.) تھے۔ یہ تمام ماہرین اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس علاقہ میں ابھی بہت کچھ معلوم کرنا باقی رہ گیا ہے۔"